بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید کے الفاظ اور انداز بیان میں تدبر-29

اس عظیم مہینے میں قرآن مجید کے پیارے الفاظ اور خوبصورت انداز بیان پر غور و فکر کا درس جاری ہے۔

پچھلے درس میں قرآن مجید کے بعض الفاظ اور انداز بیان پر طعن کرنے والوں کے اجمالی جوابات میں یہ کہا تھا کہ قرآن مجید کا عربی زبان میں نازل ہونا ہی اسکی لغت کے کمال، تعبیر کی وسعت، بلاغت کی چاشنی اور انداز بیان کی خوبصورتی کی انتہا کی اور اسکے بے مثال ہونے کا ہر اعتراض کرنے والے کے لیے کافی جواب ہے۔ آج کی نشست میں اس موضوع کے تعلق سے چند باتیں کرتے ہیں اور عربی زبان کی اہمیت، تعبیر کی وسعت اور اس پاک کتاب کی عظمت کی بعض مثالیں بیان کرتے ہیں:

پہلے عربی لغت کی خوبصورتی، تعبیر کی وسعت، بلاغت کی چاشنی اور انداز بیان کے کمال کی ایک عام مثال ملاحظہ فرمائیں:

أكَلَ محمدٌ التفاحةَ

جملہ فعلیہ ہے:

فعل: أكَلَ

فاعل: محمدٌ

مفعول: التفاحةَ

اس جملے کو انہیں الفاظ سے اردو یا انگلش یا کسی بھی زبان میں ترجمہ کر کے دیکھیں۔ کتنی ترجمے ممکن ہیں؟

اردو میں: محمد نے سیب کھایا-

اس کے علاوہ کوئی ترجمہ نہیں ہے۔

انگلش میں:Mohammad Ate the apple

اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔

آیئے عربی میں دیکھتے ہیں، انہیں الفاظوں سے اسی عام معنے کے مطابق کتنی جملے بنا سکتے ہیں؟

یہ جملہ چھ سے زیادہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے جبکہ اصل معنی برقرار رہے گا اس میں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ہر جملے کی دلالت اور معنے کی باریکی الگ الگ ہو گی، اور یہ صرف عربی لغت میں ہی ممکن ہے کسی اور لغت میں اسکا امکان نہیں ہے، اسے کہتے ہیں تعبیر کی وسعت، اور بہترین انداز بیان کے ساتھ معنے کی باریک بینی کا کمال، آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ چھ طریقے کیا ہیں اور انکے معنے کی باریک بینی اور دلالت میں کیا فرق ہے، پہلے یہ چھ جملے بیان کرتے ہیں بھی انکی دلالت پر بات کرتے ہیں:

1-أكَلَ محمدٌ التفاحةَ

2-محمدٌ أكَلَ التفاحةَ

3-التفاحةَ أكَلَ محمدٌ

4-أكَلَ التفاحةَ محمدٌ

5-محمدٌ التفاحةَ أكَلَ

6-التفاحةَ محمدٌ أكَلَ

ان سب جملوں کا عام معنی ایک ہی ہے لیکن سب کی دلالت میں فرق ہے:

کیونکہ کوئی بھی خبر دینے والا سب سے پہلے عام خبر دیتا ہے، اور اپنی طرف سے پیغام پہنچا دیتا ہے، اور سننے والے کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہ مانتا ہے یا نہیں۔

لیکن اگر خبر دینے والا سننے والوں کا خاص خیال رکھتا ہے اور ان پر شفقت کرتا ہے تاکہ ہر اعتبار سے انہیں اس خبر کی تصدیق پر امادہ کیا جا سکے تو پھر وہ صرف ایک جملے سے عام خبر نہیں دیتا بلکہ سننے والوں کی عقل، سمجھ، سوجھ بوجھ، سوچ، خیالات وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین انداز میں مختلف طریقوں سے اسی ہی خبر کو بار بار بیان کرتا ہے تاکہ سننے والوں میں سے کوئی یہ اعتراض نہ کر سکے کہ وہ یہ خبر جانتا ہی نہیں ہے، یا اسے سمجھنے میں کوئی مشکل ہے۔ اسی مثال کو دیکھ لیتے ہیں، اگر یہ خبر اردو یا انگلش میں ہوتی تو صرف ہی ایک مرتبہ بیان ہوتی اور شاید سننے والوں میں سے کسی کے اعتراض کا جواز بھی ممکن ہوتا، لیکن اگر یہ خبر عربی زبان میں ان تمام چھ مختلف انداز سے بیان کی جائے تو کیا سننے والے کے کسی اعتراض کی کوئی گنجائش باقی رہے گی؟ آیئے دیکھتے ہیں اور اس میں مختلف انداز بیان پر غور کرتے ہیں:

1-أكَلَ محمدٌ التفاحةَ: عام خبر ہے تاکہ ہر سننے والا اس کو خبر کو جان لے۔

2-محمدٌ أكَلَ التفاحةَ: جو فاعل کو خصوصی طور پر جاننا چاہتا ہے یا اسے شک ہے۔
یا فاعل کو نہیں جانتا اور فعل پر شک ہے۔

3-التفاحةَ أكَلَ محمدٌ: جو مفعول کو خصوصی طور پر جاننا چاہتا ہے یا اسے شک ہے۔
یا مفعول کو نہیں جانتا اور فعل فعل پر شک ہے۔

4-أكَلَ التفاحةَ محمدٌ: فعل کو نہیں جانتا اور مفعول پر شک ہے۔

5-محمدٌ التفاحةَ أكَلَ: فاعل کو نہیں جانتا اور مفعول پر شک ہے۔

6-التفاحةَ محمدٌ أكَلَ: مفعول کو نہیں جانتا اور فاعل پر شک ہے۔

یعنی اس ایک خبر کو کہ محمد نے سیب کھایا ایسے مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا یا کیا جا سکتا ہے کہ سننے والے کے پاس تصدیق کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ چھوڑا اور کے پاس نا ماننے کا کوئی عذر باقی نہ رہا۔

اس مثال میں صرف فعل، فاعل اور مفعول ہے اگر دو مفعول ہوتے تو انداز بیان کیسے ہوتا؟

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں:

أعطى محمدٌ خالداً كتاباً

اس جملے میں:

أعطى: فعل

محمدٌ: فاعل

خالداً: مفعول أول

كتاباً: مفعول ثاني

یہ جملہ بیس سے زیادہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے جبکہ اصل معنی برقرار رہے گا کہ محمد نے خالد کو ایک کتاب دی۔ اور اس معنے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ہر جملے کی دلالت اور معنے کی باریکی الگ

الگ ہو گی، اور یہ صرف عربی لغت میں ہی ممکن ہے کسی اور لغت میں اسکا امکان ہو ہی نہیں سکتا، آیئے دیکھتے ہیں کہ تعبیر کی وسعت اور انداز بیان کی خوبصورتی اس مثال میں کیسے نمایاں ہے:

١-أعطى محمدٌ خالداً كتاباً

٢-محمدٌ أعطى خالداً كتاباً

٣-خالداً أعطى محمدٌ كتاباً

٤-كتاباً أعطى محمدٌ خالداً

٥-كتاباً خالداً أعطى محمدٌ

٦-كتاباً خالداً محمدٌ أعطى

٧-كتاباً محمدٌ خالداً أعطى

٨-محمدٌ خالداً أعطى كتاباً

٩-محمدٌ خالداً كتاباً أعطى

١٠-خالداً أعطى كتاباً محمدٌ

١١-خالداً كتاباً أعطى محمدٌ

١٢-خالداً محمدٌ أعطى كتاباً

١٣-خالداً محمدٌ كتاباً أعطى

١٤-خالداً أعطى كتاباً محمدٌ

١٥-كتاباً أعطى خالداً محمدٌ

١٦-أعطى خالداً محمدٌ كتاباً

١٧-أعطى خالداً كتاباً محمدٌ

۱۸-أعطى كتاباً محمدٌ خالداً

۱۹-أعطى كتاباً خالداً محمدٌ

۲۰-محمدٌ كتاباً أعطى خالداً

ان سب جملوں کی دلالت اور معنے کی باریکی الگ الگ ہے، جیسے پہلی مثال میں بیان کیا تھا،
اس مثال میں بھی سننے کے ہر ممکن اشکال اور ابہام کو دور کر دیا ہے، اگر ان میں سے وہ کوئی چیز نہیں جانتا یا اسے شک ہے یہ بعض کو جانتا ہے اور میں شک ہے یا سمجھنے میں کوئی مسئلہ تو اسے بھی دور کر دیا گیا۔ حاضرین وسامعین سے گزارش ہے کہ ان جملوں پر غور کریں اور انکی دلالت خود جاننے کی کوشش کریں، میں صرف پہلے جملے کی دلالت بتادیتا ہوں باقی آپ خود پہلی مثال کو دیکھ کر جاننے کی کوشش کریں:

1-أعطى محمدٌ خالداً كتاباً:

اس جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب اس معاملے میں کچھ نہیں جانتا آپ نے پہلی مرتبہ اسے یہ خبر دی ہے۔ یعنی یہ جملہ تب بیان کیا جاتا ہے جب کوئی کسی چیز کے بارے میں کوئی نئی خبر دینا چاہتا ہے اور مخاطب کو اسکے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا۔

اور یہ سب تاکید کے علاوہ ہے اگر اس خبر کی تاکید کی جائے تو پیغام کیسا ہوگا اور اگر مزید تاکید کی جائے اور قسم کھائی جائے تب کیا ہوگا اور اس کے بعد کون اسے رد کر سکے گا سوائے ہٹ دھرم قسم کے لوگوں کے، عربی میں جملہ فعلیہ کی تاکید کے لیے قد، لام تاکید (توکید)، اور واوا لقسم یہ تین الگ الگ موکدات ہیں ولقد، یعنی واللہ لقد، یعنی اللہ کی قسم بے شک یقینا یہ خبر سچی ہے، اور اگر خبر دینے والا بہت ہی سچا انسان ہو تو خبر کتنا مضبوط ہوگی، اور اگر خبر دینے والا صادق اور امین ہو تب کیا ہوگا، سبحان اللہ، ہم بات کر رہے ہیں عربی لغت

کے کمال، تعبیر کی وسعت، بلاغت کی چاشنی اور انداز بیان کی خوبصورتی کی انتہا کی اگر عام عربی زبان بولنے والے کوئی عام خبر دیتے ہیں، ذرا غور کریں اگر ان تمام خوبیوں کے ساتھ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے والے ہوں تو خبر کے سچ ہونے کی قوت کیسی ہوگی اور اگر خبر دینے والا رب ذوالجلال جل شانہ ہو تو خبر کا کیا کہنا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات کی اہمیت، حقیقت، اور انداز کی خوبصورتی کی کوئی مثال نہیں اور اسی لیے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے اور اسکی اہمیت مختلف آیات کریمہ میں بیان کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝١ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢﴾ [يوسف: 1-2]

سورۃ فصلت کی ابتدائی آیات میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حم ۝١ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝٢ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝٣﴾[فصلت:1-3]

اور بھی کئی آیات میں اس حقیقت کو بہت ہی پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں سے بعض اہم پیغامات کا مختصر بیان ملاحظہ فرمائیں، میں صرف ایک مثال بیان کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی نصرت، مدد اور اعانت کا پیغام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧﴾ [محمد: 7]

دوسری آیت میں مزید تاکید کے ساتھ فرمایا:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝٥١﴾ [غافر: 51]

تیسری آیت میں انتہائی پیارے انداز میں اس مسئلے کا مکمل حل اور وعدے سے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَانتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾﴾ [الروم: 47]

نصرُ المؤمنين حقٌّ علينا

كان نصرُ المؤمنين حقاً علينا

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

اور سورۃ النصر میں قطعی طور پر نصرت ہو چکی اور اللہ تعالیٰ کے وعدے اور نصرت کے پیغام کی تکمیل ہوئی۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

یہ صرف ایک مثال کا مختصر بیان ہے:

باقی واجب کے طور پر اگلے رمضان تک پورا ایک سال ہے اس واجب کو مکمل کرنے کے لیے، توحید کا پیغام، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، اتباع سنت، ارکان ایمان، ارکان اسلام، ایمان، احسان، نماز، زکات، روزہ، حج، جہاد، والدین سے حسن سلوکی، صلہ رحمی، وغیرہ۔

قرآن مجید کی اسی تعبیر کی وسعت، بلاغت کی چاشنی اور انداز بیان کی خوبصورتی کی انتہا کی اور آسانی تعلق سے اللہ تعالیٰ نے کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (22) القمر.

تین مرتبہ تاکید کرتے ہوئے (واو قسم، لام تاکید اور قد) فرمایا: قسم ہے اللہ کی یقینا ہم نے قرآن کے لفظ اور معنے دونوں کو بہت ہی آسان کر دیا ہے (لفظ کی تلاوت اور حفظ کو آسان کر دیا ہے اور معنے کو سمجھنے اور غور و

فکر کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے)ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہیے ہیں پس ہے کوئی اس آسانی سے فائدہ اٹھانے والا؟

کھلا پیغام ہے رب کریم کی طرف سے کہ اس پاک کلام سے جو اپنی زندگی کو بدلنا چاہتا ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی اور بھلائی چاہتا ہے تو اس کیے لیے قرآن مجید کو آسان کر دیا ہے۔اور یہی بنیادی وجہ ہے کہ قرآن کے نور اور اسلام سے پہلے عربی لغت کے اصول اور قاعدے عرب قبیلوں کے دانشور اور شاعروں اور انکی شعر وشاعری سے لیے جاتے تھے اور وہ بہت ہی قوی مرجع اور ریفرنس سمجھے جاتے تھے اور ابھی بھی انکی اہمیت موجود ہے لیکن قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد عربی لغت، بلاغت اور فصاحت کا سب سے بڑا مرجع قرآن مجید ہے اور اسکی گواہی بے دین یا غیر مسلم عربی لغت ماہرین نے بھی دی ہے دین اسلام سے دشمنی کے باوجود بھی انکو قرآن مجید کی اس عظمت کے سامنے اپنے سر جھکانے ہی پڑے اور اسے عربی لغت کا سب سے بڑا مرجع تسلیم کرنا ہی پڑا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔واللہ أعلی وأعلم۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت کا حق ادا کرنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، توحید اور سنت اور منہج السلف الصالحین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر وبا، فتنے اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (رمضان اور قرآن-29) سے لیا گیا ہے۔